پاکستان کی نظریاتی تشکیل میں نواب بہادر یار جنگ کا کردار اور ابتدائی نصابیات کا جائزہ

رفعی شفیق *

ڈاکٹر آسیہ شبیر **

Abstract

Nawab Bahadur Yar Jang (1905-1944) was one of the famous leaders of Pakistan Movement, who, as a renowned speaker and orator, did extreme efforts to inspire Muslims of Subcontinent to demand and struggle for a separate piece of land. Religion was a prominent part of his personality and he refreshed the meaning of ideology of Pakistan again and again in the minds of people and the leaders of the Muslim League in this particular dimension. This warrior like leader of Hyderabad Dakkan was well aware of the tricks and traps of hindus. He faced the Shuddhi movement that worked for converting muslims to Hinduism and founded *Majlis-e-Tabligh-e-Islam* that attempted to work for saving the faith of muslims as well as preaching lslam among non-muslims. Nawab Bahadur Yar Jung was also a prominent member of the Muslim League Planning Committee. This committee presented the social, economic, political and educational structure and work plan for Pakistan according to the teachings and rules of Quran and Sunnah before division of Subcontinent. Main purpose of writing about the services of *Nawab Bahadur Yar Jang* is to highlight the struggle of the muslims of Subcontinent for their separate homeland and truly perceive the Ideology of Pakistan in the light of sayings and ambitions of the real characters of Pakistan movement, about which confusions and ambiguities are being created. Another important purpose of this article is to bring into the knowledge of new generation that the people struggled for this country had no objective other than Islam. A short survey was conducted among college and university students to see their knowledge about the Ideology of Pakistan and the vision of the leaders of Pakistan movement. Finally, it is concluded that the information about the

* ریسرچ سکالر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور۔

leaders of Pakistan movement should be included in the syllabus as a part of curriculum.

Keywords: *Nawab Bahadur Yar Jung,* Ideology of Pakistan, Pakistan movement, Islam and Pakistan.

نظریہ پاکستان دراصل اسلامی نظریے کا دوسرا نام ہے بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ، نظریہ پاکستان اِسلام کے سوا کچھ نہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں میں یہ تصور قیامِ پاکستان سے محض چند سال قبل ہی معروف اور مقبول نہیں ہوا تھا بلکہ اس کے پیچھے اِس خطے کی صدیوں کی تاریخ تھی جس نے مسلمانوں کو اِس نتیجے تک پہنچایا تھا کہ برصغیر کے مسلمان ہندوؤں سے الگ اور منفرد ہیں۔ یہ بات صرف مسلمانوں نے ہی نہیں بلکہ ہندوؤں نے بھی پوری طرح سمجھ لی تھی۔ مثلاً ڈاکٹر راجندر پرشاد خود اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "ہندو اور مسلمان دو مختلف، فلسفہ ہائے حیات، معاشرتی رسوم اور ادب سے تعلق رکھتے ہیں"۔

The Hindus and Muslims belong to different religious, philosophies, social cultures and literatures.(۱)

برصغیر کے مسلمانوں نے تحریک پاکستان کو دو قومی نظریے کی بنیاد پر آگے بڑھایا۔ کئی عشروں کی طویل، صبر آزما جدوجہد اور جان، مال، عزت و آبرو کی قربانیوں سے اپنے خواب و تصور کو حقیقت کا روپ دیا اور قیام پاکستان کی منزل کو حاصل کیا۔ آج نئی نسل نظریہ پاکستان کے اس صدیوں پر محیط تاریخی پسِ منظر سے ناواقف ہوتی جا رہی ہے۔ اس ناواقفیت ہی کی وجہ سے بعض سیکولر عناصر پاکستانی عوام کے ذہنوں میں تحریک پاکستان اور اس کے قائدین و معماران پاکستان کی جدوجہد نظریات کے حوالے سے ابہام پیدا کر رہے ہیں جس سے نئی نسل نظریاتی اُلجھنوں کا شکار ہو رہی ہے۔ یہ کوششیں نئی نہیں ہیں۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد سے ہی ایسے کردار متحرک ہوئے جنہوں نے پاکستان کی دینی شناخت دھندلانے کا بیڑا اُٹھایا اور آج تک یہ کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ گذشتہ چند سالوں میں اس میں اور بھی اضافہ ہوا ہے۔ معین الدین عقیل کے مطابق اس طبقے نے پاکستانی تعلیمی نظام میں ایسے عناصر پیدا کر دیئے "جو تاریخی حقائق کو جھٹلانے اور ہمارے اکابر اور قائدین سے ہمیں بدظن کرنے میں پیش پیش ہیں۔ اس ضمن میں قیام پاکستان کو متنازعہ بنانے، ہمارے اکابرین کو نظریہ پاکستان یا پاکستان کی بحثیت ایک اسلامی مملکت قیام سے منحرف قرار دینے سے بھی نہیں چوک رہے ہیں" (۲) ان سیکولر عناصر کے پاکستانی نظام تعلیم و نصابیات میں عمل دخل میں روزافزوں اضافے اور ان کی جارحانہ کوششوں کی وجہ سے تحریک پاکستان کی تاریخ اور اس کے اہم کرداروں کا تذکرہ محدود کرتے کرتے تقریباً ختم کر دیا گیا ہے۔ مقالے کی تیاری میں اس نقطے کی وضاحت کے لیے۔ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کی حالیہ شائع کردہ جماعتوں پانچویں سے بارہویں تک کی نصابی کتابوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ قائداعظم، علامہ اقبال، سرسید احمد خان اور چودھری رحمت علی کا ذکر محدود تھا اور تحریک پاکستان کے دیگر نامور قائدین و مشاہیر کا ذکر موجود ہی نہیں تھا۔ تشنگی کو دور کرنے کے لیے ابتدائی جماعتوں کے طالب علموں سے ان قائدین کے حوالے سے ایک سروے کی صورت میں

مختصر سوالات و جوابات کا سلسلہ بھی کیا گیا مگر مایوسی ہوئی۔ طالب علم نہ صرف ان مثالی شخصیتوں سے ناواقف تھے بلکہ انہوں نے اس موضوع پر گفتگو کو ہی بے کار قرار دے دیا۔ آج پاکستانی تعلیمی نصاب خصوصاً تاریخی حوالے سے دانستہ طور پر ان اہم کرداروں اور شخصیتوں کے نظریات شامل نہیں کیے جاتے جو پاکستان کو ایک اسلامی ریاست دیکھنا چاہتے تھے جس کی وجہ سے نئی نسل اپنے حقیقی قائدین سے آشنا نہیں ہو سکی۔ انہیں نڈر رہنماؤں میں نواب بہادر یار جنگ بھی ہیں۔ نواب بہادر یار جنگ کے پیشِ نظر تحریکِ پاکستان کا مقصد محض زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ اس سے برصغیر کے مسلمانوں کی دینی شناخت اور مسلم انفرادیت کی حفاظت مقصود تھی۔ نواب صاحب دیگر قائدین ملتِ اسلامیہ اور برصغیر کے تمام مسلمانوں کی طرح اِس نظریاتی مملکت کی اساس اِسلام پر رکھنا چاہتے تھے۔ آپ کا شمار تحریک کے ان قائدین میں ہوتا ہے جو شروع دِن سے ہی دو قومی نظریے کے حامی، متحدہ ہندوستان کے مخالف اور مسلمانوں کے لیے الگ مسلم ریاست کا قیام چاہتے تھے۔ تحریک پاکستان میں بے پناہ خدمات کی بدولت انہوں نے قائد ملّت کا لقب حاصل کیا اور بانیانِ پاکستان میں شمار ہوئے۔ اس مقالے میں یہ جاننے کی کوشش کی جائے گی کہ نواب بہادر یار جنگ کے نزدیک دو قومی نظریے کی حقیقت کیا تھی؟ کیا آپ کے نزدیک پاکستان کی اساس اسلام ہی تھی یا صرف ہندوستان سے علیحدگی کے لیے اسلامی آئیڈیالوجی کو بطور ہتھیار استعمال کیا گیا تھا، جیسا کہ آج کل بعض سیکولر عناصر کا کہنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے لیے نواب بہادر یار جنگ کی خالص اسلامی نقطہ نظر سے معاشرتی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی نظام عمل و مرتب کرنے میں آپ کی بے پناہ خدمات سے نئی نسل خصوصاً طالب علم کسی حد تک شناسائی رکھتے ہیں اور اس تحقیقی جائزے کے ساتھ نواب صاحب کی شخصیت کے دیگر پہلوؤں سے آگاہ کرنا مقصود ہے۔

حالاتِ زندگی:

نواب بہادر یار جنگ کا تعلق ان پٹھان قبائل سے تھا جو احمد شاہ ابدالی کے ہمراہ ہندوستان آئے۔ اُنیسویں صدی میں یہ قبائل حیدر آباد دکن ہجرت کر گئے اور افواج میں بھرتی ہو گئے۔ افواج میں اپنی بہادری اور مرہٹوں کے خلاف جنگ میں ان قبائل کی جرأت و حمیت سے متاثر ہو کر حکومت نے ایک جاگیر اور چند ہاتھی بطور تحفہ دیئے۔ محمد علی چراغ کے مطابق: "مرہٹوں کی شورشوں سے نجات حاصل کرنے میں حکومت وقت کا بڑی دلیری سے ساتھ دیا اور اس کے عوض تقریباً ۴ لاکھ کی جاگیر دو ہزار سوار اور بہت سے اعزازات سے نوازے گئے اور ہر دور میں ان کے اعزازات میں ترقی ہی ہوتی گئی"۔(۳) نواب بہادر یار جنگ ۳ فروری ۱۹۰۵ء کو حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ اپنی پیدائش کے دسویں روز آغوش مادر سے محروم ہو گئے۔(۴) آپ کی نانی نے اسلامی طرز پر آپ کی پرورش کی اور آپ کو بچپن سے قرآن اور نماز کا عادی بنا دیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ کے والد محترم انتقال کر گئے۔ آپ کے والد پر قرض تھا جو آپ نے اپنی زندگی میں سادگی اختیار کر کے چند برسوں میں ادا کر دیا۔ اس نوجوانی میں آپ کی دانش مندی اور معاملہ فہمی کے بارے میں منشی عبد الرحمٰن خان لکھتے ہیں کہ والد ماجد کی وفات کے بعد جب جائیداد

کے انتظام کی ذمہ داری آپڑی تو آپ نے کہا: میں نے محسوس کیا کہ اب اس حدیث شریف کا اطلاق مجھ پر بھی ہو رہا ہے کہ **كلكم راع وكلكم مسؤل عن رعيته** (تم سب کے سب راعی ہو اور تم سب سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا) اس لئے میں نے یک لخت تمام جاہلانہ رسومات روک دیئے۔(۵) والد کی وفات کے بعد تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ آپ کی تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے عبدالرحمٰن سعید صدیقی بیان کرتے ہیں کہ "آل سینٹس ہائی سکول پھر مشہور درسگاہ دارالعلوم میں دو سال تک زیرِ تعلیم رہے۔ چودہ سال کی عمر میں علامہ حضرت ہاشمی کی خدمت میں عربی، فارسی متداول علوم، تفسیر اور حدیث میں عبور حاصل کیا"۔(٦) میٹرک کے بعد تعلیم کو خیر باد کہہ دیا مگر مطالعے کی عادت جاری رہی۔

تحریکِ پاکستان میں آپ کی خطابت کا کردار:

نواب بہادر یار جنگ ایک اعلیٰ درجے کے خطیب تھے۔ آپ کا اندازِ بیان اِتنا پُر اثر تھا کہ لوگوں پر جادو طاری ہو جاتا۔ پروفیسر احمد سعید اپنی کتاب "حصول پاکستان" میں آپ کی خطابت کے حوالے سے کچھ اس طرح سے رقم طراز ہیں کہ "اس صفت کے سبب آپ کا ابلاغ کمال کا تھا۔ ان کے مخاطبین میں اَن پڑھ اور تعلیم یافتہ دونوں شامل ہیں۔ آپ کی تقریر دونوں پر یکساں اثر رکھتی تھی۔ سیرتِ النبی ﷺ کے جلسوں میں شرکت کے سبب آپ کو ملک گیر مقبولیت حاصل ہوئی تھی۔ ایسے ایک جلسہ میں نظام دکن میر عثمان علی خان کی موجودگی میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ!: اے محمد عربی کے تخت نشین و تاج پوش غلام آکہ تجھے بتلاؤں کہ اس شہنشاہ کونین کی نظر میں انداز ملوکیت کیا تھا؟ اور نظام یہ بات سن کر اس قدر متاثر ہوا کہ آپ کو بہادر یار جنگ کا خطاب عطا کیا"۔(۷) نواب بہادر یار جنگ اسلام کے شیدائی اور عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ یہ لگاؤ آپ کی تقریروں میں واضح تھا۔ نواب صاحب شروع دِن سے ہی مسلمانوں کے لیے ایک الگ مسلم ریاست کے قیام پر زور دیتے رہے جہاں وہ قرآن و سنت کے اُصولوں کے مطابق زندگی گزاریں۔ مختار مسعود جو خود بھی ان کے سامع رہے، ان کی تقریر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ "کبھی آتش ہوتی اور کبھی آبشار، بعض تقریروں میں یہ دونوں صورتیں جمع ہو جاتیں۔ وہ تقریریں جن میں برعظیم کی آزادی و مطالبہ پاکستان ہو تا یا فکر و عمل اور سرفروشی اور جانبازی کی تلقین ہوتی، وہ بالکل آتش فشاں کی مانند ہوتیں۔ آگ اور حرارت کا سیل بے پناہ، جو ہر مقابل پر حاوی ہوتا۔ جو تقریریں اسوہ رسول، مسلمانوں کی نا مسلمانی، ایمان کی کمزوری، اتحاد کی کمی، فکر صحیح سے محرومی اور راہ حق سے انحراف کے بارے میں ہوتیں وہ آبشار کی مانند ہوتیں"۔(۸) آپ کی تقریریں آپ کے وسیع و گہرے مطالعے کی عکاسی بھی کرتیں۔ آپ ایک مشہور خطیب کے طور پر ہی معروف نہ تھے بلکہ جس موضوع پر وہ تقریر کرتے اس کے بارے میں وہ ان کے وسیع علم کی بھی نشاندہی ہوتی۔ اس لیے مختار مسعود نے درست کہا کہ "نواب صاحب نے جو طوفان اپنی تقریروں سے اُٹھایا۔ اتنا عرصہ اور سال گزرنے کے بعد بھی اس طوفان کی لہر آج بھی دلوں میں موجزن ہے اس لیے نواب صاحب جیسا مقرر نہ دیکھا اور سنا"۔(۹)

نواب صاحب کے جوش خطابت سے قائد اعظم بھی بے حد متاثر تھے۔ سید عاصم محمود قرار داد پاکستان میں آپ کی تقریر کے لیے قائد اعظم کے خراجِ تحسین کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ ''قرار داد پاکستان پیش ہوئی تو آپ نے سحر انگیز تقریر فرمائی اور سبھی کو مسحور کر دیا۔ قائد اعظم نے صرف ایک جملے میں انہیں خراجِ تحسین پیش کیا کہ بہادر یار جنگ کے بعد کسی اور کا تقریر کرنا غلطی ہو گی۔(۱۰) ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں، جو دہلی میں منعقد ہوا اور جس میں دنیا بھر کے صحافی موجود تھے، آپ نے قائد اعظم کے بعد تقریر کی تو تحریک خلافت کے جوشیلے کارکن میاں فیروز الدین نے آپ کے پُر جوش خطاب سے متاثر ہو کر بلند آواز میں "شیر پاکستان" کے نعرے لگائے۔(۱۱) معمار پاکستان اور قائد اعظم کے دست راست ہونے کی وجہ سے آپ " قائد ملت " کہلائے۔(۱۲) ریاست حیدر آباد دکن میں مسلمانوں کی فلاح کے کاموں اور بے شمار غیر مسلموں کو مسلمان کرنے کی وجہ سے ''آفتاب دکن '' کا خطاب حاصل کیا۔(۱۳) اپنی سحر انگیز خطابت کی وجہ سے ''لسان الامت " کے خطاب سے مقبولیت حاصل کی۔(۱۴) ۱۹۳۱ء میں حج سے فارغ ہو کر پورے بلاد اسلامیہ کا سفر کیا جس کی وجہ سے خواجہ حسن نظامی نے آپ کو ابنِ بطوطہ ہند کے لقب سے نوازا۔(۱۵)

سیاسی نظریات اور کارنامے:

نواب صاحب کو زمانہ طالب علمی سے ہی سیاست سے بے حد لگاؤ تھا۔ آپ اپنی قوم کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا چاہتے تھے۔ محمد علی چراغ لکھتے ہیں کہ "نواب صاحب نے طالب علمی کے زمانے میں سمرنا (ترکی) کے لیے چندہ جمع کرنے کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ چندہ جمع کرنے کے لیے ایک ایک دروازے پر گئے اور مناسب چندہ جمع کیا"۔(۱۶) نواب صاحب کا نصب العین مسلمانوں کے تمام مسائل و سیاسی مشکلات کے حل کے لیے ایک الگ مسلم ریاست کا قیام تھا۔ ۱۹۲۴ء میں جب حیدر آباد میں "آریہ سماجیوں "(۱۷) کی سر گرمیوں کی وجہ سے "شدھی کی تحریک "(۱۸) نے زور پکڑا تو اس کے توڑ کے لیے آپ نے ۱۹۲۷ء میں مجلس تبلیغ اسلام قائم کی۔ نواب صاحب نے مجلس کے پلیٹ فارم سے حیدر آباد دکن میں مختلف مقامات کے دورے کیے۔ آپ نے مسلمانوں کو آریہ سماج کی سر گرمیوں سے آگاہ کیا اور ان کے عقیدے اور ایمان کی حفاظت کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔(۱۹)

بہادر یار جنگ کی قائم کردہ مجلس کی سر گرمیوں کا ہدف صرف مسلمان ہی نہیں تھے، بلکہ آپ نے آگے بڑھ کر اس کے ذریعے غیر مسلموں میں بھی تبلیغ اسلام کا کام کیا۔ آپ کی تبلیغ کا دائرہ عام لوگوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ حکام تک وسیع تھا۔ آپ کا طریقہ تبلیغ اتنا پُر اثر تھا کہ صرف آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار غیر مسلم مسلمان ہوئے اور مجموعی طور پر آپ کی انجمن کے ذریعہ بیس ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔(۲۰) شریف المجاہد کے الفاظ میں:

He enlisted and trained a missionary corps, organized a campaign for tabligh and converted some five thousand people to Islam. (۲۱)

"آپ نے بہت سے درد مند مسلمانوں کو جماعت میں شامل کیا، انہیں تربیت دی اور ایک منظم مہم کے ذریعے تقریباً ۵ ہزار لوگوں کو مسلمان کیا"۔

پروفیسر سعید احمد حصول پاکستان میں آپ کی تبلیغی کوششوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ تین سال تک حیدر آباد کے کونے کونے کا دورہ کر کے تقریباً ۵ ہزار غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔(۲۲) ۱۹۲۸ء میں "مجلس اتحاد المسلمین" کا قیام عمل میں آیا جس کے آپ پہلے صدر تھے۔ اس مجلس کے تین اہم مقاصد تھے،(۱) اسلام کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو متحد کرنا،(۲) مسلمانوں کے معاشی، معاشرتی اور تعلیمی مقاصد کا تحفظ کرنا،(۳) مملکت اور حکمران سے وفاداری کا اظہار و مملکت کے قوانین کا احترام کرنا۔ آپ نے یہ مقاصد تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلے میں مختلف مقامات کے دورے کر کے ترتیب دیئے۔ اپنی جماعت کے لوگوں سے خطاب کر کے انہوں نے ان پر بھی واضح کیا: "فریضہ اشاعت اسلام کی ادائی کا ارادہ کرنے والو! تمہارے سامنے اس وقت دو طبقے ملتے ہیں جن پر تم اسلام کو پیش کر سکتے ہو۔ ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ اور دوسرا جاہل، علم سے نا آشنا، نادان اور دنیا کا ٹھکرایا ہوا طبقہ جس کے لیے معاشرے میں کوئی مقام نہیں ان کے لیے ایسے مبلغین درکار ہیں جو اُصول و فروع دین کے ماہر ہوں"۔(۲۳) آپ نے علامہ عنایت اللہ مشرقی سے متاثر ہو کر تحریک خاکسار میں بھی شمولیت اختیار کی۔ اس شمولیت سے بھی آپ کا مقصد صرف اور صرف اسلام کا پرچار اور پاکستان کا حصول تھا۔ مختار مسعود اس بات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ "شدھی کی تحریک کے توڑ میں نواب بہادر یار جنگ برصغیر کے گوشے گوشے میں خاکسار تحریک، تحریک پاکستان، آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا سٹیٹس لیگ کے ذریعے اسلام کا پیغام عام کرنے لگے"۔ (۲۴) آپ کی کوششوں سے حیدر آباد میں تبلیغ کے کام کا آغاز ہوا اور جماعت خاکسار کی شاخیں قائم ہوئیں جس کی وجہ سے آپ اِسلام کے ایک طاقتور مبلغ کے طور پر مشہور ہوئے۔

He founded the branches of Tablighi-i-Jammat and Khaksars in Hyderabad and known as a powerful religious preacher. (۲۵)

نواب صاحب کو مسلم لیگ اور قائد اعظم سے بے پناہ لگاؤ تھا جس کی واضح مثال یہ تھی کہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے دستور کے عین مطابق انہوں نے اپنی مجلس کا نیا دستور وضع کیا۔(۲۶) نواب صاحب ہی کی وجہ سے آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ غلام محمد عثمانیہ "حیات بہادر یار جنگ" میں نواب صاحب کی سیاسی خدمت کو یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں :"کہ مرحوم کے سیاسی تدبر کا ایک اعلیٰ نمونہ اور مسلمانانِ ہند کی فلاح کے لیے ان کے تڑپتے ہوئے دل کی ایک نشانی آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کا قیام ہے"۔(۲۷) آپ نے تحریک پاکستان کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔ آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کے

سیاسی مسائل کے حل اور مذہبی اقدار کے تحفظ میں اپنی ساری زندگی گزار دی۔ اس بات کی تائید سید قاسم محمود ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ "نواب بہادر یار جنگ کا شمار برعظیم پاک وہند کے ان عظیم المرتبت مشاہیر میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی ہندی مسلمانوں کے مذہبی، تہذیبی اور فکری اقدار کے تحفظ اور اتحاد المسلمین کے لئے وقف کر دی تھی۔ آپ سچے مسلمان اور عاشق رسول تھے اور تحریک پاکستان پر پورا پورا اعتماد رکھتے تھے۔ آپ نے تحریکِ پاکستان کے سلسلہ میں بے انتہا قربانیاں دیں"۔ (۲۸) انہیں قربانیوں کی وجہ سے آپ قائد ملت کہلائے۔ آپ کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

وفات:

نواب صاحب نے ایک جلسے کے خطاب کے دوران جب اپنی تقریر ختم کی تو منشی عبد الرحمٰن خان کے مطابق یہ دعا مانگی کہ! "اے اللہ تو میری عمر کو گھٹا کر قائد اعظم کو عمر طویل عطا فرما"۔ (۲۹) آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور صرف ۳۹ سال کی عمر میں ۲۵ جون ۱۹۴۴ء کو اپنے ایک دوست جسٹس ہاشم علی کے گھر میں وفات پا گئے۔ آپ کی اچانک موت نے برصغیر کے مسلمانوں اور حیدر آباد دکن کی عوام کو بے حد رنجیدہ کر دیا۔ غلام محمد عثمانیہ " حیات بہادر یار جنگ " میں لوگوں کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ: " پچاسوں بیوائیں، سینکڑوں بے یارو مددگار روتے روتے نیم مردہ ہو چکے تھے۔ آج یہ بھید کھلا کہ خفیہ ہاتھ سینکڑوں کا سہارا بنا ہوا تھا۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ چار میل کی طویل مسافت محمد بہادر خان کے جنازہ نے جن کندھوں پر طے کی وہ غریبوں کے کندھے تھے۔ یہ غریب اس غریب نواز کی نعش سے کچھ اس طرح لپٹے رہے کہ دوسروں کو ہاتھ لگانے کا موقع ہی نہ دیا"۔ (۳۰) جب یہ خبر قائد اعظم کو ملی تو آپ نے شدت غم سے بے خود ہو کر کہا کہ "نواب صاحب کی موت میرے لیے ایک جان گداز صدمہ ہے۔ نواب مرحوم مومن صادق تھے۔ آپ نے اسلام اور مسلمانان ہند کی زریں خدمات سر انجام دیں۔ تاریخ ان کو بھی فراموش نہیں کر سکتی۔ وہ ہمارے لئے قدرت کا بیش بہا عطیہ تھے"۔ (۳۱) نواب بہادر یار جنگ کی ان خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے ۱۹۹۰ء میں سٹمپ (Stamp) جاری کیا جس کو سعید اختر نے ڈیزائن کیا۔

In 1990, Pakistan Post issued a stamp depicting him in it's, "pioneers of freedom" series designed by Saeed Akhter. (۳۲)

نذیر الدین، حیدر آباد دکن میں بہادر یار جنگ اکیڈمی کے چیئرمین، نواب صاحب کی انہیں خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں: کہ " یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو پہاڑ کا چراغ اور زمین کا نمک ہوتے ہیں ان ہی سے قوم کو حیات نو کا ایک راستہ اور منزل ملتی ہے۔ جب یہ شخصیتیں جیتی ہیں تو مرتی ہیں، جب یہ شخصیتیں مرتی ہیں تو جیتی ہیں"۔ (۳۳)

نواب بہادر یار جنگ اور نظریہ پاکستان:

نواب بہادر یار جنگ کے نزدیک نظریہ پاکستان کی اساس اور بنیاد صرف اور صرف اسلام تھی۔ جس کی وضاحت آپ کی بے شمار تقریروں سے ملتی ہے۔ آپ شروع دن سے ہی مسلمانان ہند کے لیے ایک "الگ مسلم ریاست" چاہتے تھے جہاں مسلمان

اِسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ اس بات کی عکاسی آپ کے ایک خط سے ہوتی ہے جس میں آپ نے واضح طور یہ لکھا کہ "میرے خیال میں پاکستان کے لیے ہر قسم کی سعی اور کوشش حرام ہے اگر پاکستان سے الہیٰ اور قرآنی حکومت مراد نہیں ہے۔ میں زندگی کے ہر گوشہ اور حیات کے ہر پہلو کے لیے قرآنی نظام کو کافی وشافی سمجھتا ہوں۔ چاہے حیات انسانی کا وہ گوشہ اخلاقی ہو، یا علمی، اقتصادی ہو یا سیاسی، حالت امن سے متعلق ہو یا حالات جنگ سے اور یہی وجہ ہے کہ میں نہ روسو کا قائل ہوں نہ کارل مارکس کا، نہ لینن کا قائل ہوں نہ ٹالسٹائی کا، اپنی بنیت کا قائل ہوں نہ گاندھی کا اور اپنی بغاوت کا اعلان کرتا ہوں۔ اگر جناح اور مشرقی بھی اس کے سوا کوئی اور نظام چاہتے ہیں تو ان کا بھی قائل نہیں"۔ (۳۴) یوں نظریہ پاکستان اور اس کی اساس کے حوالے سے نواب صاحب کے خیالات بالکل واضح ہیں۔ دسمبر ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس جو کراچی میں منعقدہ ہوا سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "سن لو آگاہ ہو جاؤ کہ جس سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر نہیں ہے، وہ شیطانی سیاست ہے۔ پس ہندوستان کے دونوں شمالی گوشوں میں خود مختار حکومتیں مل بھی گئیں تو کیا وہ پاکستان کہلانے کی مستحق ہوں گی۔ پاک بننے کی اس کوشش کو آج سے شروع کرو اور یاد رکھو کہ نہ صرف پاکستان کے حصول کے لیے پاک بننے کی ضرورت ہے بلکہ پاکستان میں رہنے کے لیے بھی پاک بننے کی ضرورت ہے"۔ (۳۵)

دو قومی نظریہ اور نواب بہادر یار جنگ:

نواب صاحب دو قومی نظریے ہی کی بنیاد پر پاکستان کا حصول چاہتے تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں دو قومی نظریے کی وضاحت ان الفاظ میں کی کہ جب مسلمانوں میں یہ خیال عام ہو گیا کہ ہم اقلیت نہیں ہم ایک قوم ہیں تو انہوں نے ہمیں سمجھایا کہ! جس ملک میں دو قومیں آباد ہوں اور دونوں کے مذہبی اور ثقافتی تصورات میں بعد المشرقین ہو تو اس ملک میں جمہوریت صحیح طرز حکومت نہیں ہو سکتی۔ جب اس نظریے نے بھی مسلم عوام کے قلوب میں جگہ پیدا کر لی تو قائد اعظم نے اقبال کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا اور ہندوستان کے شمال اور شمال مغربی علاقوں میں آزاد مسلم ریاستوں کا مطالبہ کیا جس کو اب عرفِ عام میں پاکستان کہتے ہیں۔ (۳۶) مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ "برادران وطن نے بانداز دوستی ہم کو یقین دلایا تھا کہ ہم دس کروڑ کی تعداد میں ہونے کے باوجود ہندوستان میں ایک اقلیت ہیں۔ دس کروڑ تعداد رکھنے والی جماعت اقلیت نہیں کہلا سکتی۔ ہم ایک قوم ہیں۔ مستقل قوم، جس کا خیمہ اقوام عالم سے بالکل مختلف اور جدا ہے اور جس کی بنیاد جغرافیہ اور نسل کی ادنی تعریفات سے بالاتر ہے"۔ (۳۷)

مسلم ریاست پاکستان کے آئین و دستور کی وضاحت:

نواب صاحب نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ مسلم ریاست میں کوئی بھی آئین یا دستور اسلامی نظریات اور قرآن و سنت کے منافی قابل قبول نہیں ہو گا۔ آپ نے پاکستان کے دستوری نظام کی وضاحت ان الفاظ میں کی: "حضرات!" پاکستان کا حاصل کر لینا

اتنا مشکل نہیں، پاکستان کو پاکستان بنانا اور قائم رکھنا مشکل ہے۔ آپ کے قائد نے ایک سے زائد مرتبہ اس کا اعادہ فرمایا کہ مسلمان اپنی حکومتوں میں کسی دستور اور قانون کو خود مرتب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ان کا دستور مرتب و متعین ان کے ہاتھوں میں موجود ہے اور وہ قرآن پاک ہے۔ کتنی صحیح نظر اور کتنے صحیح فیصلے ہیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہم پاکستان صرف اس لیے نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسی جگہ حاصل کر لیں جہاں وہ شیطان کے آلہ کار بن کر اس کی پٹی پر عمل کریں جس پر آج ساری دنیا کار بند ہے۔ ہمارے پاکستان کا یہی مقصد ہے تو میں کم از کم ایسے پاکستان کا حامی نہیں ہوں۔ اس امر سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم پاکستان اس لیے چاہتے ہیں کہ وہاں قرآنی نظام حکومت قائم ہو۔ یہ ایک انقلاب ہو گا۔ یہ ایک نشاۃ ثانیہ ہو گی، یہ ایک حیات نو ہو گی جس میں خوابیدہ تصورات اسلامی ایک مرتبہ پھر جاگیں گے اور حیات اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گئی۔ پلاننگ کمیٹی آپ کے لیے جو دستوری اور سیاسی نظام مرتب کرے گی۔ اس کی بنیادیں اسلامی ہوں گی۔ سن لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ اگر اس کی بنیادیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر نہیں ہیں تو یہ شیطانی سیاست ہے اور ہم ایسی سیاست سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں"۔(۳۸)

نواب بہادر یار جنگ نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ پاکستان کا آئین اسلامی اُصولوں پر مبنی ہو گا۔ اس اجلاس میں قائد اعظم بھی موجود تھے اور نواب صاحب کے ایک ایک جملے کی تائید کرتے رہے۔ محمد علی چراغ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ قائد اعظم نے میز کو اپنے انگوٹھوں سے بجاتے ہوئے بھرپور تائید و حمایت اور ستائش کا تاثر دیا اور اس تقریر کے ایک ایک لفظ پر لوگ عش عش کرتے رہے۔(۳۹) آج جو سیکولر حضرات یہ کہتے ہیں کہ قائد اعظم ایک سیکولر ریاست چاہتے تھے یہ تقریر اور حوالہ اُس کی نفی ہے۔ دیکھنے والوں نے قائد اعظم کی تائید کو ان الفاظ میں بھی بیان کیا ہے کہ قائد اعظم نے زور سے اور بڑے جوش سے میز پر مُکا مار کر فرمایا! "بالکل درست کہتے ہو"۔(۴۰) اس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ نہ صرف قائد اعظم بلکہ باقی مسلم قائدین بھی پاکستان کو ایک سیکولر ریاست نہیں بلکہ مسلم ریاست دیکھنا چاہتے تھے۔

اسلامی نظام مقصد حیات:

نواب صاحب کی زندگی کا مقصد مسلمانوں کے لیے نہ صرف الگ ریاست بلکہ اسلامی ریاست اور اسلامی نظام تھا۔ نواب صاحب کے اس مقصد کو حسن ریاض انھیں کے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ "میری منزل مسلمان کو منفرداً اور جماعت اسلامیہ کو مجتمعاً منہاج نبوت پر دیکھنا ہے۔ میں مسلم لیگ کے ساتھ اس لیے ہوں کہ غیر شعوری طور پر اس کا قائد اس منزل کی طرف چلا جا رہا ہے۔ اس مقصد حیات سمجھنے والوں کا ایک بڑا گروہ لیگ میں پیدا ہو گیا ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ یہ سب کے سب دیوانے بغیر داڑھی والے ہیں اور اصطلاحاً غیر عالم ہیں"۔(۴۱)

پاکستان کے معاشی نظام کی اساس:

نواب صاحب دنیا کے تمام نظاموں کے مطالعے کے بعد پاکستان کے لیے اسلامی اُصولوں کے مطابق معاشی نظام کی بنیاد رکھنا چاہتے تھے۔ پروفیسر محمد سلیم آپ کے تاثرات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ "ہمارے پنڈال سے وہ لوگ اُٹھ جائیں جو خدا کے انکار پر اپنے معاشی نظام کی بنیادیں رکھتے ہیں، قرآن کے واضح و اٹل احکامات میں تحریف و اضافہ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور جو روٹی کپڑے کے بدلے مسلمان کا ضمیر اور اس کا ایمان خریدنا چاہتے ہیں"۔(۴۲)

پاکستان کا تعلیمی نظام:

آپ نے قیام پاکستان سے قبل ہی پاکستان کے تعلیمی نظام کی بنیادیں متعین کر لی تھی۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان کی سب سے بڑی بد بختی یہی تھی کہ یہاں کا تعلیمی نظام ایسی قوم نے مرتب کیا جو اس کے معاشی ذرائع پر نہ صرف قابض ہونا چاہتی تھی بلکہ اس کے ذہن و فکر پر بھی اپنا قبضہ جمانا چاہتی تھی۔ اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں کیونکہ ہم نے مشرقی خصوصیات کو فنا کیا اور مغربی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا۔ ضرورت ہے کہ مستقبل کے لائحہ عمل میں سب سے پہلا مقام تعلیمی نظام کو دیا جائے۔ اس تعلیمی نظام کی بنیاد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ پر ہو۔ جس نظام تعلیم سے گزرنے کے بعد مسلمان کا بچہ اسلامی نظام میں نشو و نما پائے۔ اس لیے ابتدائی تعلیم زیادہ اہم ہے۔ ابتدائی تعلیم بنیاد ہے جس کی مضبوطی پر عمارت کے استحکام کا انحصار ہے۔ قوم کی بد عملی سے صرف اخلاقی پستی ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ اس قوم کی سیاسی غلامی کا سب سے بڑا سبب ہوتی ہے۔(۴۳)

خلاصہ بحث:

حاصل کلام یہ ہے کہ، نواب بہادر یار جنگ برصغیر کی سیاست میں ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی سرپرستی میں مجلس اتحاد المسلمین نے مسلمانوں کے دینی تشخص کی حفاظت، مسلمانانِ ہند میں جذبہ آزادی و نظریاتی شعور کی بیداری، مذہب سے حقیقی لگاؤ اور ملّی و سیاسی استحکام کے لیے بے پناہ خدمات انجام دیں۔ تحریکِ پاکستان میں عملی کردار کی ادائیگی میں آپ کے کارنامے ناقابلِ فراموش ہیں۔ اس لیے محمد علی چراغ نے درست کہا کہ "وہ اقبال کے مرد مومن کا جیتا جاگتا پیکر تھے۔ وہ امیر کارواں تھے جس کی نگاہ بلند اور جس کا سُخن دل نواز تھا"۔(۴۴) الغرض بانی پاکستان بہادر یار جنگ کے نظریات و افکار سے یہ وضاحت بھی ملتی ہے کہ آپ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک ایسی مسلم ریاست چاہتے تھے جہاں وہ اسلامی اُصولوں کے مطابق زندگی گزاریں۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ابھی پاکستان قائم بھی نہیں ہوا تھا اور نواب صاحب اور دیگر زعماء نے مسلم لیگ کی پلاننگ کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے پاکستان کے لیے معاشی، سیاسی، تہذیبی، حتیٰ کہ تعلیمی نظام کا لائحہ عمل بھی تیار کر لیا تھا۔ ۱۹۴۳ء کے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں آپ کے خطاب سے واضح ہوتا ہے کہ نواب صاحب نظریہ پاکستان کے زبردست حامی تھے اور اس لیے آپ نے دو قومی نظریے کی بنیاد پر تحریک پاکستان کو آگے بڑھایا۔ آپ پاکستان کے تمام اداروں کی بنیاد صرف اور صرف اسلامی نظریات پر رکھنا چاہتے تھے اور آپ کو قائد اعظم کی بھرپور حمایت حاصل تھی۔ لہٰذا

آج جو سیکولر عناصر یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ تحریک پاکستان کی اساس اسلامی نظریہ حیات نہیں تھی، سراسر غلط ہے اور تاریخ کو مشکوک انداز میں پیش کرنے کی کوششوں کے سوا کچھ نہیں تاکہ نئی نسل میں نظریاتی اُلجھنیں پیدا ہو جائیں اور وہ تحریک پاکستان کے قائدین اور اُن کے خیالات و خدمات سے یکسر نابلد ہو جائیں۔ معین الدین عقیل کے مطابق: ''بڑی مصلحت، چالاکی اور خوبصورتی کے ساتھ عوام کے ذہنوں میں اپنی مذہبی، تہذیبی، فکری روایات و اقدار میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں ہمارے حقیقی قائدین سے بھی بد ظن کیا جا رہا ہے''۔(۴۵) پاکستان کے نویں جماعت کے تعلیمی نصاب میں سابقہ صدر جنرل پرویز مشرف اور سابقہ وزیر اعظم نواز شریف کے روشن کارناموں کو تو ہنگامی طور پر نصاب میں شامل کیا جا سکتا ہے مگر تحریک پاکستان کے وہ لیڈر جو نظریہ پاکستان کے زبردست حامی تھے جن میں نواب بہادر یار جنگ، مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا اشرف علی تھانوی جنہوں نے عوام کے ذہنوں میں نظریہ پاکستان کو راسخ کیا اور انہیں تحریک پاکستان میں جانی و مالی قربانیوں پر آمادہ کیا، اور مملکتِ پاکستان کے قیام کے بعد اسے اسلامی اصولوں کے مطابق چلانے کے لیے بڑی جانکاہی سے پورا نظام مرتب کر کے دیا، ان کی خدمات کا تذکرہ ہمارے نصابات میں موجود ہی نہیں۔ اسی طرح وہ علماء اور دیگر قائدین بھی کسی کو معلوم نہیں جنہوں نے قیام پاکستان کے بعد نظریہ پاکستان کی اساس پر پاکستان کا اسلامی آئین مرتب کرنے کے لیے ''قراردادِ مقاصد'' کے نام سے وہ رہنما دستاویز تیار کی جس نے پاکستانی آئین اور دستور کا اسلامی رُخ ہمیشہ کے لیے متعین کر دیا اور سیکولرز کی نگاہ میں بری طرح کھٹکنے کے باوجود آج تک کوئی اس کو دستور سے نکالنے پر قادر نہیں ہے۔

لہٰذا آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ پاکستان کے تعلیمی نصاب میں نواب بہادر یار جنگ کے نظریات و خدمات اور تحریک پاکستان کے دوسرے قائدین کی حالات زندگی کو تفصیلاً شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل اپنے مثالی و حقیقی رہنماؤں اور تحریک پاکستان کی تاریخ کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ سیکولر عناصر کا نظریہ پاکستان کو متنازعہ بنانے کی کوششوں، علماء کا بطور لیڈر کردار کو مسخ کرنے، تاریخی حقائق کو جھٹلانے اور ہمارے اکابرین و معماران پاکستان کی خدمات و نظریات سے بد ظن کر کے نئی نسل کے ذہنوں میں ابہام پیدا کرنے کا ازالہ ممکن ہو سکے۔ اس لیے احمد فاروقی نے نواب بہادر یار جنگ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ نئی نسل کو نواب صاحب کی خدمات کو جاننا اس لیے ضروری ہے کہ، بہادر یار جنگ اپنے عہد میں قائدانہ حیثیت سے اُبھرے تھے اور مملکت حیدر آباد اور انگریزی اقتدار والے ہندوستان کی جس سیاسی کشمکش میں انہوں نے بیش بہا ملی و دینی خدمات انجام دی تھیں۔ یہ پس منظر پاکستانی پود کی نظروں سے اوجھل ہے۔(۴۶)

سفارشات

☆ پاکستان بھر میں ابتدائی اور ثانوی درجات کے تعلیمی نصاب میں تحریک پاکستان کی تاریخ، بانیان پاکستان و مشاہیر پاکستان کے نظریہ پاکستان کے حوالے سے افکار و نظریات، کارناموں اور حالات زندگی کو لازماً شامل کیا جائے۔

☆ بین الکلیاتی، بین الجامعاتی اور ٹی وی مباحثوں میں تاریخ کے ماہر اساتذہ، سکالرز، دینی رہنما اور طالب علموں کو نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان کی اصل روح کو اُجاگر کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ نئی نسل کے ذہنوں میں نظریہ پاکستان کے حوالے سے ابہام دُور ہوں۔

☆ انگلش میڈیم سکولز، کالجز اور گورنمنٹ سکولز و کالج کے تاریخی نصاب کو یکساں کیا جائے کیونکہ آجکل دیکھنے میں آیا ہے کہ انگلش میڈیم کے نصاب میں کتابیں زیادہ تر باہر آکسفورڈ وغیرہ کی لکھی گئی شامل کی گئیں ہیں نظریہ پاکستان کو زیادہ تفصیل سے شامل نہیں کیا گیا۔

☆ ماضی کی طرح تحریکِ پاکستان کے تمام قائدین جو دو قومی نظریے کے حامی تھے اُن کی حالات زندگی پر ڈرامے اور ڈاکومنٹری فلمیں ترتیب دی جائے تاکہ نئی نسل اپنی تاریخ کے اصلی ہیرو کو جان سکے۔ جیسے ترکی نے ارطغرل غازی میں ترکوں کی تاریخ عوام کو یاد کروائی ہے۔

☆ حکومت ایسا تعلیمی کمیشن (Commission) مقرر کرے جس کے ممبران تاریخ اور دینی علوم کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ راسخ العقیدہ مسلمان، صاحب ایمان، دیانت دار، صاحب کردار اور درس و تدریس سے تعلق رکھنے والے اصحاب پر مشتمل ہوں اور جو نظریہ پاکستان، اسلامی اقدار و تہذیب کے منافی نصاب کو مکمل طور پر ختم کرے۔

حوالہ جات

۱۔ Dr. Rajindar Prasad, India Divided, Mustafa Walteed Islamia, Al-Saudia Lahore, 1947, p. 2

۲۔ عقیل، معین الدین، ڈاکٹر، جنوبی ایشیاء کی تاریخ نویسی نوعیت، روایت اور معیار، نشریات، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۷۱

۳۔ چراغ، محمد علی، اکابرین تحریک پاکستان، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۴۶ء، ص ۶۷۷، شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ۲ /۳۸۷: سید قاسم محمود، سید قاسم محمود کلفٹن کالونی، تعمیر پریس لاہور، ۱۵ نومبر ۱۹۷۵ء

۴۔ صدیقی، سعید عبد الرحمن، بی اے، لسان الامت، قائد ملت بہادر یار جنگ کی مختصر سوانح، سید بشر حاتمی بی ایس سی عثمانیہ جواہر محمد اقبال سلیم، ۱۹۴۱ء، ص ۲۴

۵۔ منشی عبد الرحمن خان، معماران پاکستان، شیخ اکیڈمی، بل روڈ لاہور، نومبر ۱۹۷۶ء، ص ۳۹۷

۶۔ لسان الامت، قائد ملت بہادر یار جنگ کی مختصر سوانح، ص ۲۵

۷۔ پروفیسر احمد سعید، حصول پاکستان، ایجوکیشنل ایمپوریم لاہور، اگست ۱۹۷۵ء، ص ۳۰۱

۸۔ مختار مسعود، آواز دوست، ۳۷ کوپر روڈ لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۷۴۔۷۵

۹۔ ایضاً

۱۰۔ سید عاصم محمود، نواب بہادر یار جنگ، نظریہ پاکستان ٹرسٹ لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۲۵

۱۱۔ ایم اے، صوفی، ڈاکٹر، پروفیسر سوانح حیات، رہبر ملت قائداعظم محمد علی جناح، بک ہوم لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۴۵۰۔۴۹۹

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ۲ / ۳۸۶۔۳۸۷

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ اکابرین تحریک پاکستان، ص ۳۷۷

۱۷۔ آریہ سماج: آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند تھے۔ یہ اسلام مخالف تحریک تھی۔ آریہ سماجیوں کا خیال تھا کہ برصغیر میں صرف ایک ہی مذہب شروع سے موجود ہے، صرف اسی کو یہاں رہنے کا حق ہے، اور وہ آریوں کا ہے۔

۱۸۔ شدھی کی تحریک: شدھی کی تحریک ہندو قوم پرستوں نے شروع کی تا کہ مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنایا جائے۔ یہ مسلمانوں کی ذات پر براہِ راست حملہ تھا۔ ہندوؤں کا خیال تھا کہ پاکستان کے زہر کا تریاق یہ ہے کہ ہر نو مسلم کو دوبارہ ہندو بنا لیا جائے اور انہیں کو شدھی (پاک) کر دیا جائے تا کہ مطالبہ پاکستان کرنے والا کوئی نہ رہے، (آواز دوست، ص ۲۹)۔

۱۹۔ شدھی کی تحریک: شدھی کی تحریک ہندو قوم پرستوں نے شروع کی تا کہ مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنایا جائے۔ یہ مسلمانوں کی ذات پر براہِ راست حملہ تھا۔ ہندوؤں کا خیال تھا کہ پاکستان کے زہر کا تریاق یہ ہے کہ ہر نو مسلم کو دوبارہ ہندو بنا لیا جائے اور انہیں کو شدھی (پاک) کر دیا جائے تا کہ مطالبہ پاکستان کرنے والا کوئی نہ رہے، (آواز دوست، ص ۲۹)۔

۲۰۔ معماران پاکستان، ص ۲۰۶

۲۱۔ hilal.gov.pk/index.php/layouts/item/2132-nawab-bahadur-yar-jung retrieve 26-08-2019

۲۲۔ حصولِ پاکستان، ص ۳۰۲

۲۳۔ محمد احمد خان مجید، احمد فاروقی، تقاریر و نگارشات قائد ملت بہادر یار جنگ، بہادر یار جنگ اکادمی، ۱۹۸۷ء، ص ۳۱۔۳۲

۲۴۔ آواز دوست، ص ۴۳

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ مکاتیب بہادر یار جنگ، ۲ / ۲۲۱ بہادر یار جنگ اکادمی، بہادر آباد کراچی، ۱۹۸۴ء۔

۲۷۔ غلام محمد عثمانیہ بی اے، حیات بہادر یار جنگ، بہادر یار جنگ اکادمی، کراچی، ۲۵ جون ۷۴ء، ص ۱۰۹

۲۸۔ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ۲ / ۳۸۷۔۳۸۸

۲۹۔ معماران پاکستان، ص ۴۱۴۔۴۱۵

۳۰۔ حیات بہادر یار جنگ، ص ۵۵

۳۱۔ صدیق علی خان، بے تیغ سپاہی، الائڈ بک کارپوریشن کراچی، ستمبر ۱۹۷۱ء، ص ۲۸۸

۳۲۔ dictionnaire-sansagent.lepariskn.fr/ bahahdur%yar%20jung/en-en retrieved 29-07-2019

۳۳۔ نذیر الدین احمد، نواب بہادر یار جنگ (خصوصی کالم) بہادر یار جنگ اکیڈمی حیدر آباد دکن انڈیا، مئی ۲۰۱۴ء

۳۴۔ حصولِ پاکستان، ص ۳۰۴

۳۵۔ معماران پاکستان، ص ۴۱۵

۳۶۔ تصورِ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۵ء، ص ۷۸

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ پروفیسر محمد سلیم، تاریخ نظریہ پاکستان، ادارہ تعلیم و تحقیق تنظیم اساتذہ پاکستان لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۲۳۰

۳۹۔ اکابرین تحریک پاکستان، ص ۷۷۸

۴۰۔ تصور پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں، ص ۸۳

۴۱۔ سید حسن ریاض، پاکستان ناگزیر تھا، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ۱۹۶۷ء، ص ۷۵

۴۲۔ تاریخ نظریہ پاکستان، ص ۲۳۰

۴۳۔ تصور پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں، ص ۸۳

۴۴۔ اکابرین تحریک پاکستان، ص ۷۸۱

۴۵۔ جنوبی ایشیا کی تاریخ، نویسی، نوعیت، روایت اور معیار، ص ۱۷

۴۶۔ تقاریر و نگارشات قائد ملت بہادر یار جنگ، ص ۱۹